بانی و مدیر منتظم: مولوی ڈاکٹر خالد علی انصاری

جلد سوم | شمارہ پانچ | ربیع الثانی رجمادی الاول ۱۴۲۸ھ رمئی ۲۰۰۷ء

e-mail: lodhi_sahil@hotmail.com

فہرست

رابطہ

کراچی: ۰۳۰۰-۸۲۳۹۲۹۸

لاہور: ۰۳۰۰-۴۸۳۷۵۱۰

گوجرانوالہ: ۰۳۰۰-۹۲۰۶۷۱۷

بہاولنگر: ۰۳۳۳-۴۹۳۴۲۸۸

چیچہ وطنی: ۰۳۰۰-۹۶۹۹۲۲۹

زر تعاون دس روپے

زر ترسیل سات روپے

خط و کتابت کے لیے

بی-۴۲۶، سیکٹر گیارہ اے نارتھ کراچی

۱۹۷۵ء میں غامدی صاحب نے قرآن کا چیلنج قبول فرمالیا تھا

سیالکوٹ میں غامدی نے خودساختہ ۴۰ آیات پیش فرمائیں

عربی زبان ولغت کے سب سے بڑے عالم: جاوید غامدی

سیالکوٹ میں علامہ ساجد میر کے بھانجے مستنصر میر کے توسط سے جاوید غامدی صاحب کا ایک حلقہ احباب ایام جوانی میں قائم ہوگیا تھا جہاں غامدی صاحب کی عربی دانی کے چرچے تھے غامدی صاحب اکثر و بیشتر سیالکوٹ تشریف لاتے اور سبعہ معلقہ، کلام عرب، قرآن حکیم پر اپنے ارشادات سے محافل کو گرماتے تھے عربیت کا ذوق وشوق اس زمانے میں نکتہ عروج پر تھا اور سرور کی ایک کیفیت نے ان کا احاطہ کر رکھا تھا اس دور میں غامدی صاحب اپنے آپ کو سوق عکاظ کا سب سے بڑا شاعر خطیب، ادیب داستان گو اور محفل آراء سمجھتے تھے۔ بسا اوقات وہ لبید، امرؤ القیس، اعشیٰ، حارث بن حلزہ، قس بن ساعدہ، زہیر، عمرو بن کلثوم، نابغہ، طرفہ، عنترہ کی عربی دانی کو ہیچ قرار دیتے اور کلام عرب میں وہ نقائص دکھاتے جو ہم معتقدیوں کے لیے طلسم خانہ حیرت کے در کھول کر رکھ دیتے کیوں کہ اس حلقہ میں کوئی بھی ایسا شخص نہ تھا جو غامدی صاحب کے دعاوی کا ناقدانہ جائزہ لینے کی اہلیت رکھتا وہ گفتگو کرتے تو اصمعیات، سبع معلقات، البیان والتبیین، الکامل فی اللغۃ والادب، جمہرۃ اشعار العرب، مختارات شعراء العرب، المحول، دیوان المعانی، مفضلیات اور حماسہ میں عیب دکھا دیتے۔ لغت عرب کی امہات کتب التہذیب، المحکم الصحاح اور الجمہرہ کے ورق ورق کو تار تار فرما دیتے کلام منحول پر وہ خطبات دیتے کہ سننے والا ششدر رہ جاتا اور غامدی صاحب کے سحر میں گرفتار ہو جاتا۔ غامدی صاحب پر عربی کا جنون سوار تھا وہ جاحظ، ابن قتیبہ، ابو الفرج، ابن عبدربہ، ابو حیان التوحیدی، امام شافعی، القشیری، ابن جوزی، امام غزالی کی عربی میں سینکڑوں نقائص نکال دیتے تھے۔ تبحر علمی کے اسی زمانے میں حضرت والا نے قرآن کے اس دعوے کا "ایک آیت اس کی مثل بنا لاؤ" کا جواب دینے کے لیے چالیس آیات تصنیف فرمائیں اور سیالکوٹ میں ایک نشست میں یہ سورتیں سنائیں۔ یہ نشست کہاں ہوئی اس کی بھی کچھ دلچسپ اور لذیذ تفصیل سنیے:

علامہ ساجد میر کا خاندان اور غامدی صاحب:

۱۹۷۵ء میں جناب غامدی صاحب ممتاز اہل حدیث عالم علامہ ساجد میر کے بھانجے ڈاکٹر مستنصر میر کی دعوت پر سیالکوٹ تشریف لائے، کتنا بڑا المیہ ہے کہ ایک ممتاز راسخ العقیدہ گھرانے کا ہونہار فرزند غامدی صاحب جیسے جاہل، عربی زبان سے ناواقف، دینی علوم اور مغربی علوم سے لاتعلق لاعلم فرد کا گرویدہ ہو گیا تھا۔ اس زمانے میں ڈاکٹر سہیل طفیل نشتر میڈیکل کالج میں سال دوم کے طالب علم تھے [ڈاکٹر صاحب مستنصر میر کے خالہ زاد بھائی اور علامہ ساجد میر کے بھانجے جواب ممتاز ماہر قلب بھی ہیں]، اور جس گھر میں رہتے تھے۔ اس گھر کے بالکل سامنے ایک چھوٹی سی گلی میں میر خاندان کا ایک آبائی مکان جس کا نمبر ۳۱/۶۹۴ جو آج بھی موجود ہے اور جناب عبدالوکیل میر صاحب یہاں قیام پذیر ہیں۔ اس وقت اس گھر کے مالک عبدالرؤف میر تھے، جناب غامدی صاحب کی میزبانی کی سعادت اس مکان کو حاصل ہوئی۔ اسی مکان میں جناب غامدی صاحب نے قرآن کی وہ چالیس آیات پیش فرمائیں جس کے بارے میں ان کا دعویٰ تھا کہ یہ قرآن کے چیلنج کا جواب ہے۔ مولانا میر ابراہیم سیالکوٹیؒ جو رشتے میں علامہ ساجد میر صاحب کے رشتے کے نانا ہیں سیالکوٹ میں ان کی مسجد، مسجد ابراہیمی میں غامدی صاحب نے سورہ عصر کا درس بھی دیا تھا۔ چالیس آیات شیطانی کی مجلس میں راقم بھی حاضر تھا اس کے علاوہ اسد صدیقی، ڈاکٹر سہیل طفیل برادر مستنصر میر، ڈاکٹر مستنصر میر، ڈاکٹر منصور الحمید، اسد صدیقی اور دیگر رفقائے خاص اس موقع پر موجود تھے۔ غامدی صاحب نے بعد ازاں یہ آیتیں کتابی شکل میں اشاعت کے لیے منڈی مرید کے ایک کاتب سے کتابت بھی کرائی تھیں لیکن کتابت بہت ناقص تھی لہٰذا مسودہ روک دیا گیا۔ دریں اثناء ڈاکٹر مستنصر میر کی زجر و توبیخ کے باعث غامدی صاحب نے توبہ کر لی اور ان کی توبہ ان کے اس حلقہ مریدین نے قبول بھی کر لی لہٰذا مسودہ ضائع کر دیا گیا۔ راقم کے پاس مسودے کا ایک ٹکڑا محفوظ رہ گیا تھا لہٰذا اس ٹکڑے سے چند آیات کی نقل من و عن حاضر ہے ترجمہ غامدی صاحب کے قلم سے ہے۔

غامدی کی عربی آیات بمقابلہ قرآن:

أُقسم بخالق الخيل، والريح الهابّة بليل بين الشّرط ومطالع سُهيل، أن الكافر لطويل الويل۔ وأن العمر لمكفوف الذيل، اتّق مدارج السيل۔ وطالع التوبة من قُبيل۔ تنج وما إخالك بناج۔

میں اُس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جو گھوڑوں کا خالق ہے اور جورات کو ستارۂ شرط اور سہیل کے طلوع کے بائیں ہوا چلاتا ہے کہ کافر بڑے عذاب میں مبتلا ہے اور کہ عمر کا دامن بندھا ہوا ہے تو سیلاب کے گذرگاہ سے بچ اور پہلے ہی سے توبہ کر لے کہ تو نجات پا جائے گا مگر مجھے توقع نہیں کہ تو ایسا کرے۔

ان منابی لکثیر۔ مجاز مولائی بالاحسان
ربلا اعلمنی بعیبانی۔ اما عیرتہ
وابماسترتہ، اوعرفت مکانہ فاضمرتہ
لقد من علی ذاکرہ منۃ الاضبط
علی الرباب،

میرے عیوب بہت ہیں سوائے میرے مولیٰ اس آدمی کو جزائے نیک دے جو مجھے میرا عیب بتلائے تاکہ میں اس کو بدل دوں یا چھپا دوں یا اس کی جگہ معلوم کر کے اس کو وہیں ڈھانپ سکوں، اس کا مجھ پر وہی احسان ہوگا جو اصبط بن قریع السعدی کا قبائل رباب کے سر پر تھا۔

ابو العلاء کا معارضۂ قرآن: مسمی الفضول

سیالکوٹ میں قرآن کے مقابلہ پر آیات قرآنی پیش کر کے بعد اسی موقع پر غامدی صاحب نے ابو العلاء معری کے معارضۂ قرآن کا تعارف بھی کرایا اور بتایا کہ ان کا معارضہ معریٰ کے مقابلہ میں نہایت اعلیٰ درجے کا ہے ابو العلاء کی کتاب مسمی الفصول والغایات [فی محاذاۃ السور والآیات] کا واحد مخطوطہ ان کے دعوے کے مطابق دنیا میں صرف انہی کے پاس تھا جس کے بارے میں ناصر خسرو علوی اور باخرزی صاحب دمیۃ القصر کی شہادت تاریخ میں محفوظ ہے۔ غامدی صاحب کے مطابق ابو العلاء سے کسی نے کہا کہ ''تم نے کتاب تو خوب لکھی ہے مگر اس پر قرآن کی سی رونق کہاں''، اس پر اس نے جواب دیا کہ جب اس کو بھی چار سو سال تک محرابوں میں رٹو گے تو وہ جلاء پا جائے گی۔ جب ان سے حوالہ پوچھا گیا تو فرمایا الصبح المبنی ۱،۲،۳ و ذہبی وغیرہ دیکھ لو۔

حقیقت یہ ہے کہ آج تک کسی نے یہ نہیں کہا کہ اس نے بچشم خود ابو العلاء کی یہ کتاب دیکھی ہے، بلکہ ایک کتاب میں تو یہ دعویٰ ہے کہ یہ ابو العلاء پر محض اتہام ہے۔ لیکن غامدی صاحب جس طرح ہر معاملے میں تفرد فرماتے ہیں یہاں بھی سب سے مختلف ہیں۔

معجم الادباء اور ابو العلاء کی کتاب:

ایک اور روایت کے مطابق جو ضعیف ہے یاقوت نے معجم الادباء [۶×۲۳۵] میں اس کتاب کے دھلوانے کا ذکر کیا ہے اور بغداد کے کتب خانہ دار الکتب المامونیہ کے استاد ابن الدیان کا حوالہ دیا ہے اور کتاب کا نام ''نقص القرآن'' بتایا ہے۔ ابو المعالی نے اس کتاب کو دھلوانے پر سخت ناراضگی ظاہر کی اور کہا کہ اسے سنبھال کر رکھتے تاکہ اعجاز قرآن پر دلیل ہوتی۔ محب الدین الخطیب نے حجاز سے ابو العلاء کی کتاب کا ایک جزء حاصل کیا تھا یہ جزء ''اقلید الغایات'' کے ساتھ محفوظ تھا۔

صاحب کشاف کا ابو العلاء پر نقد:

امام فخر الدین نے صاحب کشاف زمخشری کی جانب سے ابو العلاء کی مشکوک کتاب پر ابو العلاء کے خلاف لکھی گئی ان کی قدح [بر کشاف ۳×۲۴۴، مطبوعہ مصر ۱۳۱۹ء] کو نامناسب قرار دیا ہے۔ واضح رہے کہ زمخشری

کم عمری میں سقط الزند کے حافظ بن گئے تھے۔ لہٰذا اپنے محسن پر یہ اعتراض بلا تحقیق امام فخر الدین کو پسند نہ تھا۔ ابو العلاء پر ''اخبار ابی العلاء و مالہ و ما علیہ'' کا مطالعہ کیا جائے تو بہت سے اسرار و رموز کھل جائیں گے۔ نقص قرآن یا مسمی الفصول کی نسبت ابو العلاء سے ایسی ہے جیسے حمید الدین فراہی سے جاوید احمد غامدی کی نسبت نہ وہ نسبت درست تھی نہ یہ نسبت درست ہے۔ یہ چند اہم گزارشات قارئین ساحل کی خدمت میں پیش کر دی ہیں جو گم شدہ تاریخ کا فراموش شدہ ورق ہے اگر کوئی خامی، عیب، نقص ہو تو بلا تکلف نقد فرمایئے کیونکہ راقم حضرت عمر کے اس قول کو آب زر سے لکھنے کے قابل سمجھتا ہے۔

رحم الله من اهدى الیّ عیوبی

اللہ اس بھلے مانس کا بھلا کرے جو میرے پاس میرے عیوب کا تحفہ لائے۔

[ایک واقف راز خاکسار]

غامدی صاحب کے حلقے کے بارے میں چند تجربات و مشاہدات پیش کرتا ہوں پہلی بات تو یہ کہ غامدی صاحب کا فراہی صاحب سے کیا تعلق وہ پابند شرع یہ شرع سے آزاد، وہ ٹوپی داڑھی اور پائنچے تک اوپر رکھنے کا اہتمام کرنے والے یہ ان سنتوں سے معریٰ فراہی صاحب نے تو امین احسن کے پائینچے قینچی سے کاٹ دیتے تھے کسی کے ایمان کا اندازہ فراہی صاحب داڑھی کی لمبائی سے کرتے تھے اور داڑھی کو ایمان و کفر کا پیمانہ قرار دیتے تھے۔ داڑھی منڈوں کے سلام کا جواب نہ دیتے تھے۔ ان سے ہاتھ تک نہ ملاتے سب کے سامنے ان کی بے عزتی کرتے اور کہتے کہ قیامت سے ڈرو جب سب کے سامنے ذلیل ہونا پڑے گا۔ اس سلسلے میں ذکر فراہی کا ص ۵۲۶، ۸۴۴، ۸۴۵ ملاحظہ فرمایئے۔ وہ سنت کی جو تعریف متعین کرتے تھے وہ سلف سے ماخوذ تھی غامدی صاحب کی سنت خود ساختہ ہے۔ غامدی صاحب پہلے فراہی صاحب کے اصول دین مانتے تھے۔ داڑھی کو سنت تسلیم کرتے تھے، پھر گیارہ ستمبر کو ورلڈ ٹاور پر حملے کے بعد داڑھی فطرت ہوگئی اب صرف اچھی چیز ہے، دین کا اس سے تعلق نہیں فراہی صاحب ٹوپی پہنتے تھے۔ غامدی صاحب نہ صرف اپنی ٹوپی اتارتے ہیں بلکہ امت کے تمام اکابرین کی ٹوپیاں اتارنے کا کام کر رہے ہیں، ان کے حلقے میں ہر شخص ٹوپی سے نفرت کرتا ہے لیکن جب ان کے حلقے میں رمضان میں سدا بہار کلب بہادر آباد کراچی میں تراویح کو بدعت کہنے کے باوجود کراچی کے سرمایہ داروں اور خصوصاً دہلی برادری کے سرمایہ دار اور تبت گروپ کے سعید اللہ والا کی خواہش کو پیش نظر رکھ کر غامدی صاحب کے جانشین عامر گزدر سعید اللہ والا کے سدا بہار کلب میں تراویح پڑھاتے ہیں تو سر پر ٹوپی بھی رکھ لیتے ہیں تاکہ المورد کو مال مہیا کرنے والے امراء ناراض نہ ہوں۔ ایک مرتبہ کراچی جانے کا اتفاق ہوا تو سدا بہار میں تراویح کی بدعت زیر امامت حلقہ غامدی میں شرکت کا موقع ملا، سدا بہار میں تراویح کا منظر بھی ایک عجیب منظر تھا۔ کراچی کے ارب پتی کھرب پتی لوگ ترجمہ و تشریح سننے کے لیے جمع ہوتے ہیں، کرسیاں صوفے رکھے ہوئے ہیں جہاں بہت سے سرمایہ دار پیر پھیلا کر بیٹھے ہوئے ہیں

کچھ کھا رہے ہیں موبائل فون چلا رہے ہیں باتیں کر رہے ہیں فون پر بازار کی باتیں کر رہے ہیں کبھی کبھی ترجمہ بھی سن لیتے ہیں کچھ تدبر قرآن کر رہے ہیں تراویح نہیں پڑھ رہے ایک جگہ اسٹال لگا ہے لوگ تراویح کے دوران وہاں سے کتابیں لے کر پڑھ رہے ہیں، جائے نمازوں پر اکثر لوگ آرام دہ کرسی رکھ کر ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے اور کعبہ کی طرف پاؤں پسار کر بیٹھے رہتے ہیں، اسی سمت ملٹی میڈیا کے ذریعے قرآن کی آیت پردے پر پیش کی جاتی ہیں، ان آیات کا بھی احترام نہیں ہوتا، چار رکعتوں کے بعد وقفہ برائے چائے ہوتا ہے، چائے کے ساتھ بسکٹ پیش کیے جاتے ہیں اور بسکٹ ہاتھوں میں دیے جاتے ہیں، چائے اور بسکٹ کے حصول کے لیے بھگڈر مچ جاتی ہے، چائے لینے والے مٹھی میں بسکٹ دبا کر جائے نمازوں پر رکھ دیتے ہیں وہیں سے اٹھا کر کھاتے ہیں جہاں پیر رکھ کر نماز پڑھ رہے تھے پھر وہیں ہاتھ صاف کر کے تراویح کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں یہ اس شہر کے مہذب، ارب پتی، باعزت لوگوں کے ساتھ دانش سرا والوں کا سلوک ہے کہ معززین شہر کو فقیروں کی طرح بسکٹ اور چائے پیش کی جاتی ہے، بزرگوں کی عزت کا خیال بھی نہیں ہوتا کہ انھیں چائے ان کی نشست پر فراہم کی جائے۔ گزشتہ سے پیوستہ سال تراویح میں وقفے کے دوران شکیل الرحمان صاحب نے زلزلے کے اسباب پر غامدی صاحب سے گفتگو کے لیے محفل تراویح سے ان کے گھر پر فون ملایا، لطف یہ کہ غامدی صاحب کے پروردگار سرمایہ دار کراچی میں بدعت کا ارتکاب کر کے تراویح پڑھ رہے ہیں اور ان کے روحانی پیشوا غامدی صاحب گھر میں آرام فرما رہے تھے۔ بیگم صاحبہ نے فون اٹھایا آواز محفل تراویح میں آئی کون کیا کام ہے، پانچ منٹ بعد غامدی صاحب اس محفل بدعت سے خطاب کرنے تشریف لے آئے، جدیدیت پسند اسلام اسی کا نام ہے کہ دین تزکیہ، تصفیہ، حضوری قلب نہیں میلا ٹھیلا، چوپال، محفل اور خورد ونوش کے دھندے کا نام ہے۔ سدا بہار میں تراویح کے اہتمام کی کیا ضرورت ہے جب کہ غامدی صاحب اسے بدعت کہہ چکے ہیں اور خود تراویح نہیں پڑھتے بلکہ ان کا فتویٰ ہے کہ تراویح تہجد کے وقت پڑھی جائے اور کسی ایک مقررہ وقت نہیں تو پھر صرف سعید اللہ والا اور کراچی کے چند سرمایہ داروں کی خوشنودی کے لئے دانش سرا کے زیر اہتمام بدعت کا ارتکاب کیوں؟ صرف اس لئے کہ المورد کی مالی امداد جاری رہے اس محفل تراویح میں بڑے بڑے امراء کو چائے اور بسکٹ جس طرح دیے جاتے ہیں اس کا اخلاقی جواز کیا ہے؟ تراویح کی جاء نمازوں پر بسکٹ رکھ کر کھانا وہیں ہاتھ پونچھنا وہیں ہاتھ جھاڑ کر نماز کے لئے کھڑے ہونا کون سی سنت ہے؟ نمازیوں کو سدا بہار والے کم از کم رکابی، طشتری اور کاغذی رومال یا ٹشو پیپر مہیا کر سکتے ہیں لیکن یہ بھی مہیا نہیں کیا جاتا یہ کون سے اخلاق ہیں کون سی تہذیب ہے کس قسم کے ادب آداب ہیں یہ کیسی نفاست ہے تراویح اور ترجمے کے دوران قبلہ رخ ہو کر پیر پھیلانا، آرام سے لیٹ کر قرآن سننا کیا یہ بدعت حسنہ ہے غامدی صاحب کبھی ان امور پر فتویٰ نہیں دیتے اس لئے کہ شکیل الرحمان نے جن لوگوں کو جمع کیا ہے ناراض نہ ہو جائیں یہ دین ہے۔